



محترم جناب مفتی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل سوالات میں رہنمائی فرمایا کر شکر خواہیں۔

۱. متوسطہ طبیبے میں بیٹی اور بہو کریمہ کی طرف سے موقعہ پر ۲۵ گرام تا ۳۵ گرام سونے کا سیٹ ڈالا جاتا ہے۔ یہ بیٹی جب گرا آئی ہے تو سہاوی کے نام سے کچھ پیسے دیئے جاتے ہیں اور سب استطاعت چاندی کا کو جملہ پانچو انگڑھنی سہیلیاں وغیرہ دیئے ہیں۔ اس طرح بہو صاحبہ صاحبہ سے جانی ہے پیسے کو دینے ہوتے ہیں کہ اس سے قربانی خریدی جاسکے۔ خاوند اور سہال والے اس پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ اسکی مدد کریں۔ ایک ہی صورت رہ جاتی ہے کہ سیٹ بھیج کر قربانی کی جائے۔

بہو جرنے اپنے کل پیسے خاوند کو دے دیئے۔ رات کو کچھ مہمان آئے اور بہو کو ۵۰۰ روپے عہدی دیئے تھے اس طرح وہ میر صاحبہ صاحبہ سے ہوتی ہوئی پیسے لے کر اپنے ہوتے بھی لے جاتی ہیں لگنا اور سب بھیجا نہیں جاتا۔ اس صورت میں کیا کیا جائے۔

۲. میں نے لکھا تھا کہ میں اپنی بیٹ کے بارہ ائمہ کے بارے میں مختلف مگر مستند

حالات پڑھنا چاہتا ہوں۔ کسی کتاب کے بارے میں رہنمائی فرمائیں۔ آپ نے جواب میں "عقیدہ امامت اور حدیث غدیر" تحریر حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی دامت برکاتہم کا مطالعہ مفید بنایا۔

کتب ماریٹ سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ کتاب بین (base) ہے

صفحہ الثانی

۳۔ کیا غیر مسلموں کی نیت کا جواب دینا ہوگا۔ اگر دینا ہوگا۔  
تو کن الفاظ میں ذکر و دعا کی جائے کہ یہ وہاں دینا دینا میں  
ختم ہو جائے۔



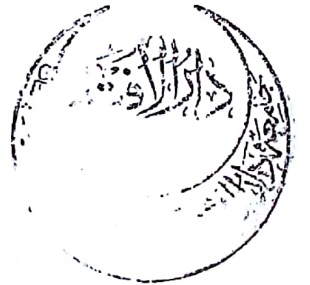
دعاؤں کا مطالب  
باب کو سمجھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الجواب حامداً ومصلياً

(۱)۔۔۔ قربانی واجب ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ قربانی کے تین دنوں میں (یعنی دس ذوالحجہ کی صبح صادق سے لیکر بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک) اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس قدر چاندی کی مالیت کے برابر نقد رقم یا اتنی مالیت کا مال تجارت یا دوسری غیر ضروری اشیاء ہوں (مثلاً ٹی وی وغیرہ یا ایسا گھریلو سامان جو روزمرہ کے استعمال میں نہ آتا ہو) یا کچھ سونا اور کچھ چاندی، کچھ مال تجارت اور کچھ ضرورت سے زائد گھریلو ساز و سامان جن کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا زیادہ ہو موجود ہو، تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ جہاں تک صورتِ مسئلہ میں حرج اور دشواری کا ذکر کیا گیا ہے تو اس صورتِ حال سے متعلق دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی میں تحقیق جاری ہے۔ البتہ فی الحال دارالافتاء سے یہ فتویٰ جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کی ملکیت میں قربانی کے تین دنوں میں (یعنی دس ذوالحجہ کی صبح صادق سے لیکر بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک) نصاب سے کم سونا ہو اور اس کے پاس چاندی یا مال تجارت بالکل نہ ہو اور اس کے پاس موجود رقم بھی ایامِ قربانی سے پہلے یا ایامِ قربانی کے دوران کسی ضرورت میں خرچ ہو جائے یا وہ گھریلو ضروریات میں خرچ کر دے مثلاً نقد رقم سے اشیاء ضرورت خرید لے تو اس پر قربانی واجب نہ ہوگی۔ (مستفاد من التبویب ۱۹۰۱/۲۴)

الدر المختار وحاشیة ابن عابدین (رد المحتار) - (۶ / ۳۱۶)

(قوله إلى آخر أيامه) دخل فيها الليل وإن كره كما يأتي، وأفاد أن الوجوب موسع في جملة الوقت غير عين. والأصل أن ما وجب كذلك يتعين الجزء الذي أدى فيه للوجوب أو آخر الوقت كما في الصلاة وهو الصحيح وعليه يتخرج ما إذا صار أهلاً للوجوب في آخره، بأن أسلم أو أعتق أو أيسر أو أقام تلممه، لا إن ارتد أو أعسر أو سافر في آخره، ولو أعسر بعد خروج صار قيمة شاة صالحة للأضحية دينا في ذمته، ولو مات الموسر في أيامها سقطت، وفي الحقيقة لم تجب،



(۲)۔۔۔ یہ کتاب مکتبہ جامعہ دارالعلوم کراچی نے طبع کی تھی، اُن سے قیمتاً خریدی جاسکتی ہے۔

(۳)۔۔۔ غیر مسلم اگر ذمی (وہ کافر جو اسلامی ملک میں رہتے ہیں) یا مستامن (وہ کافر جو اسلامی ملک

میں ویزہ لے کر آیا ہو) ہو تو اس کی غیبت ناجائز ہے، اور اگر وہ حربی ہو تو اگرچہ اس کی غیبت کرنا مباح

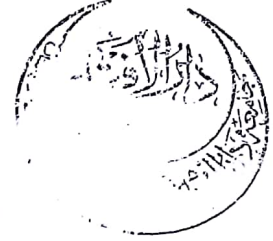
(جاری ہے۔۔۔)

ہے، لیکن وقت کے ضیاع کا سبب ہونے کی وجہ سے بعض علماء کرام نے اسے مکروہ کہا ہے، لہذا اس سے احترازی بہتر ہے۔ (مستفاد من التبیوب ۷۳/۱۰۷)

غیر مسلم (ذمی اور متامن) کی غیبت سرزد ہونے کی صورت میں اس کا کفارہ یہ ہے اگر اس غیر مسلم کو اس غیبت کا علم ہو جائے تو اس سے معافی مانگ لی جائے خواہ اس سے ملاقات کر کے یا فون کے ذریعہ، اور اگر اسے غیبت کا علم نہ ہو تو اس غیبت سے توبہ اور استغفار ہی کافی ہے۔

تفسیر الألوسی - (۱۹ / ۲۸۷)

وسئل الغزالي عن غيبة الكافر فقال : هي في حق المسلم محذورة لثلاث علل الإيذاء . وتنقيص خلق الله تعالى . وتضييع الوقت بما لا يعني ، والأولى تقتضي التحريم ، والثانية الكراهة ، والثالثة خلاف الأولى . وأما الذمي فكالسالم فيما يرجع إلى المنع عن الإيذاء لأن الشرع عصم عرضه ودمه وماله وقد روى ابن حبان في «صحيحه» أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : " من سمع يهودياً أو نصرانياً فله النار " ومعنى سمعه أسمع ما يؤذيه ولا كلام بعد هذا في الحرمة . وأما الحربي فغيبته ليست بحرام على الأولى ونكره على الثانية وخلاف الأولى على الثالثة ، وأما المبتدع فإن كفر فكالحربي وإلا فكالسالم ؛ وأما ذكره ببدعته فليس مكروهاً .



الموطأ - رواية محمد بن الحسن - (۳ / ۴۶۲)

أخبرنا مالك أخبرنا الوليد بن عبد الله بن صبيد أن المطلب بن عبد الله بن حنطب المخزومي : أخبره أن رجلاً سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ما الغيبة ؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أن تذكر من المرء ما يكره أن يسمع قال : يا رسول الله وإن كان حقاً ؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا قلت باطلاً فذلك البهتان

قال محمد : وبهذا نأخذ . لا ينبغي أن يذكر لأخيه المسلم الزلة تكون منه مما يكره فأما صاحب الهوى المتعالم بمهواه المتعرف به والفاسق المتعالم بفسقه فلا بأس أن تذكر هذين بفعلهما . فإذا ذكرت من المسلم ما ليس فيه فهو البهتان وهو الكذب

قوله : أن تذكر أي هو ذكرك من المرء مسلماً كان أو كافراً بالغاً كان أو

صبياً متقياً كان أو فاجراً سواء كان الذكر كتابة أو نطقاً أو رمزا أو إشارة أو محاكاة ونحو ذلك لكن يشترط أن يكون في الغيبة فإن كان في حالة الحضرة فهو ليس بغيبة بل من أنواع السب مشافهة . ما يكره أن يسمع أي شيئاً يكرهه ويجزن منه إن سمعه المغتاب في دينه أو دنياه أو خلقه أو أهله أو خادمه أو ثوبه أو حركته أو طلاقته

(جاری ہے۔۔۔)

إلى غير مما يتعلق به . وقد استثنى الفقهاء صوراً ( قال عيسى بن دينار : لا غيبة في ثلاث : إمام جائر وفاسق معلن فسقه وصاحب بدعة المنتقى ٧ / ٣١٢ ) من الغيبة حكموا بجوازها لضرورة أو لمصلحة بسطها الغزالي في " إحياء العلوم " قوله : المسلم تقيده اتفاق كما قيد في بعض الروايات بالأخ وإلا فالغيبة تعم الكافر وتحرم غيبة الذمي كالمسلم وفي غيبة الكافر الحربي قولان

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) - (٤ / ١٠٦)

(قوله الغيبة أن تصف أخاك) أي المسلم ولو ميتاً وكذا الذمي لأن له مالنا وعليه ما علينا، وقدم المصنف في فصل المستأمن أنه بعد مكثه عندنا سنة، ووضع الجزية عليه كف الأذى عنه وتحرم غيبته كالمسلم، وظاهره أنه لا غيبة للحربي

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (١٤ / ١٤٥)

ورواه عن سفيان بن عيينة غير مرفوع وهو الأشبه وعن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله إن من كفارة الغيبة أي بعد تحقق التوبة أن تستغفر أي أنت أيها المخاطب خطاباً عاماً لمن اغتبتة تقول بدل أو بيان أو حال اللهم اغفر لنا أي إذا كانوا جماعة أو لنا معشر المسلمين عموماً وله أي لمن اغتبتة خصوصاً والظاهر أن هذا إذا لم تصل الغيبة إليه وأما إذا وصلت إليه فلا بد من الاستحلال بأن تخبر صاحبها بما قال فيه وتحللها منه فإن تعذر ذلك فليعزم على أنه متى وجده تحلل منه فإذا حله سقط عنه ما وجب عليه له من الحق فإن عجز عن ذلك كله بأن كان صاحب الغيبة ميتاً أو غائباً فليستغفر الله تعالى والمرجو من فضله وكرمه أن يرضى خصمه من إحسانه فإنه جواد كريم رؤوف رحيم

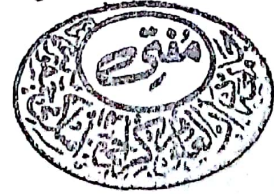
وحاشية ابن عابدين (١ / ٣٠٤):

(قوله وإلا شرط بيان كل ما اغتات به) أي مع الاستغفار والتوبة والمراد أن يُبين له ذلك ويُعْتَلَزَ إِلَيْهِ لِيَسْتَمَحَّ عَنْهُ بِأَنْ يُبَالِغَ فِي الشَّنَاءِ عَلَيْهِ وَالتَّوَدُّدِ إِلَيْهِ وَيَلْزِمَ ذَلِكَ حَتَّى يَطِيبَ قَلْبُهُ، ... وَقَالَ مُنْثَلًا عَلَيَّ الْقَارِي فِي شَرْحِ الْمَشْكَاتِ: وَهَلْ يَكْفِيهِ أَنْ يَقُولَ اغْتَبْتُكَ فَاجْعَلْنِي فِي حِلٍّ أَمْ لَا بُدَّ أَنْ يُبَيِّنَ مَا اغْتَابَ قَالَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا فِي الْغَيْبَةِ إِلَّا يَعْلَمُهُ بِهَا، بَلْ يَسْتَعْفِرُ اللَّهُ لَهُ إِنْ عَلِمَ أَنْ إِعْلَامَهُ يُبَيِّرُ فِتْنَةً، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ أَنَّ الْإِبْرَاءَ عَنِ الْمُخْفُوقِ الْمَخْهُولَةِ جَائِزٌ عِنْدَنَا..... وَاللَّهُ سَجَانُهُ وَتَعَالَى الْعِلْمُ.

شكر اولسون  
محمد اويس سيالكوني كان اللله  
دار الالقاء جامعه دار العلوم كراچي  
٠١ / صفر المظفر / ١٤٣٠ هـ  
11 / اكتوبر / 2018 ش



الجواب صحیح  
بندہ محمد امجد عرف غفر اللہ  
دار الالقاء جامعه دار العلوم كراچي  
مکرم / صفر المظفر / ١٤٣٠ هـ  
11 / اكتوبر / 2018 ش



الجواب صحیح  
محمد الحقوب عصفه بندہ محمد الحسن عصفه  
١٤٣٠ / ٢ / ١١ ش